Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

عائلی زندگی کے حقوق و آداب: تعلیمات نبویہ ﷺ کے تناظر میں

The Rights and Manners of Family Life: in the Context of the Teachings of the Prophet ﷺ

Dr. Naveed Khan*
Lecturer Govt. Postgraduate College, Haripur, KP, Pakistan
Email: naveedkhan61980@gmail.com
Ghulam Muhammad
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad, Pakistan

Abstract

When the theory of family life is discussed, its members are considered to be spouses and children. Family life enables man to take on the responsibilities of a wider life in the world. The purposes of family are high and many. The duties of a high quality of life inculcate a sense of responsibility in man. If there is no proper division of duties in the home life the system becomes drowsy and disorganized. Men and women are protected from many temptations after adopting a married life. It is as if a woman is protected in a moral shelter. In which the young people of the nation grow up free from external events, the parents are its guardians, the home is the primary training ground of the child, the way of eating, drinking, standing up and talking, which he learns in childhood, is the foundation of them. In Islam, there is a lot of emphasis on fulfilling one's household duties, and this has been clarified by the sayings of the Prophet (Peace be upon him).The thesis under consideration revolves around the teachings of the Prophet and In the article under review, the basic members of family life, spouses, parents and children, have been informed about their rights, manners and responsibilities in the light of Sirat Tayyaba ﷺ and some important of these rights have been mentioned.

Keywords: Manners, Family Life, Parents Rights, Spouses Rights

تعارف:

عائلی وگھریلو زندگی انسان کو دنیا کی وسیع تر زندگی کی ذمہ داریوں کے قابل بناتی ہے۔خانہ داری کے مقاصد بلند اور کثیر ہیں۔اولاد کی اول تربیت گاہ،بقائے ملت ،اخلاقی طہارت، کردار کا تحفظ وتربیت، شریفانہ رویے،باہمی روابط اور آسائش اور راحت جیسے تمام مقاصد کا حصول اسی عائلی زندگی کا کرشمہ ہیں۔ قوم کی بقاء اور اعلیٰ سیرت وکردار کا راز اسی زندگی کے حُسنِ عمل میں ہے۔ حُسنِ عمل جبھی پیدا ہو سکتا ہے کہ تربیت عمدہ ہو۔تربیت کی اصل بنیاد گھر ہی میں رکھی جا سکتی ہے، مکتب یا استاذ کو ثانوی درجہ حاصل ہے۔خانگی زندگی میں فرائض کی صحیح تقسیم نہ ہو تو نظام میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اخلاقی بنیادوں پر استوار ہونے والے ایک صالح معاشرے کا ترقی پذیر ہونا ضروری امر ہے جس کی بنیاد معاشرے کی بنیادی اکائی گھریلو زندگی میں باہم ایک دوسرے کے حقوق وفرائض کی ادائیگی پر ہے۔۔گھریلو زندگی کے فرائض انسان میں ذمہ داری کا احساس اجاگر کرتے ہیں۔ان کا ذمہ اٹھانا ایک عظیم دینی ذمہ داری سنبھالنے کے برابر ہے۔جو شخص اس سے عہدہ برآ ہوا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا انعام ہو گا۔

* Email of corresponding author: naveedkhan61980@gmail.com

موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ:

مذکورہ موضوع "**عائلی زندگی کے حقوق و آداب: تعلیماتِ نبویہ ﷺ کے تناظر میں**" بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر اس سے قبل کئی دیگر پہلوؤں سے کتب ورسائل تحریر کئے جا چکے ہیں جو درج ذیل ہیں:

1) پروفیسر ڈاکٹر ظفرالاسلام اصلاحی ، نبی کریم ﷺ کی خانگی ومعاشرتی زندگی کے اہم پہلو، راحت القلوب، ج:۲، شمارہ:۱، (جنوری – جون ۲۰۱۸ء)۔ یہ تصنیف اس لحاظ سے اپنے موضوع پر جامع ہے کہ اس میں آپ ﷺ کی معاشرتی وخانگی کے چند پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے

2) ڈاکٹر میمونہ تبسم، اصلاح معاشرہ اور نسل نو کی ذمہ داری سیرتِ طیبہ کی روشنی میں، البصیرہ، ج:٦، شمارہ:۱، ط:۲۰۱۷ء۔ اس میں اصلاح معاشرہ اور نسلِ نو کے فرائض اور ذمہ داریوں کو اجاگر کیا گیا ہے

3) ڈاکٹر حافظ محمود اختر کی کتاب "استحکام مملکت اور بدامنی کا انسداد (تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں)۔ اس کتاب میں استحکام مملکت کے اصول وضوابط اور معاشرے میں پھیلنے والی بدامنی اور فسادات کے روک تھام کے لئے سیرت طیبہ ﷺ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

متذکرہ بالا تمام تصانیف اپنے موضوع پر جامع اور عمدہ کاوشیں ہیں، جب کہ زیر نظر مضمون بطورِ خاص عائلی زندگی کے حقوق وآداب کو تعلیماتِ نبویہ ﷺ کے تناظر میں ایک نئی جہت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ معاشرے کے افراد خاندانی نظام زندگی کے آداب واصول سے واقفیت حاصل کر کے وسیع تر ذمہ داریوں کے قابل ہو سکیں۔ یہاں کے قواعد اور پابندیوں کے خوگر ہو کر وہ اس قابل ہو جائیں کہ ریاستی قواعد اور قوانین کو خوشی سے قبول کر سکیں۔

عائلی زندگی کا مفہوم

عائلی زندگی سے مراد خانہ داری وگھریلو زندگی کے ہیں۔ اس کو کنبہ وخاندان بھی کہتے ہیں۔ اس کے مفہوم میں وسعت پائی جاتی ہے۔ اس کو اگر مزید پھیلایا جائے تو غلام اور خدام بھی شامل کیے جاسکتے ہیں، لیکن بنیادی طور پر اس کا اطلاق میاں بیوی اور اولاد پر ہوتا ہے، اس لئے عائلی زندگی کے نظریہ پر جب بحث کی جاتی ہے تو اس کے ارکان زوجین اور اولاد ہی سمجھے جاتے ہیں۔

عائلی زندگی کی کامیابی کی شرائط

جس گھر میں اہلی زندگی کو دینی فریضہ سمجھا جائے گا وہاں اہل خانہ کامیاب زندگی کی طرف گامزن ہوں گے۔ اس ضمن میں درج ذیل امور کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔

i. ذمہ داریوں کا احساس

گھریلو زندگی میں ہر شخص ذمہ دار ہے اگر وہ اپنی ذمہ داری صحیح طریقے سے نبھائے گا تو گھر کا نظام انتشار کا شکار نہیں ہوگا۔ اللہ تعالی نے مرد کی تخلیق اپنی حکمتِ بالغہ کے تحت اس طرح بنائی ہے کہ مرد بیرونی دنیا کے لئے اور عورت خانگی زندگی کے لئے موزوں ہے جہاں اس تقسیم کو ملحوظ نہ رکھا جائے وہاں میاں بیوی کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، بچوں کو سکھ نصیب نہیں ہوتا، ان کی صحیح تربیت اور نشوونما نہیں ہوسکتی اور وہ ذہنی واعصابی لحاظ سے مریض ہو جاتے ہیں۔

ii. اتحادِ کامل

خانگی زندگی کی کامیابی کی بنیادی شرط یہ ہے زوجین کا آپس میں اتحاد واتفاق ہو اور وہ تمام معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوں۔ یہ تعاون چونکہ عمر بھر کے لئے مطلوب ہوتا ہے اس لئے پرخلوص نیت اور پختہ عزم سے ہو۔

iii. اخلاقی پاکیزگی

بلند سیرت، عمدہ کردار اور اخلاق کی پاکیزگی میاں بیوی کے اتحاد کو پختہ کرتا ہے اور اولاد سے ان کی عظمت تسلیم کراتی ہے، یہی وہ امور ہیں جو عائلی زندگی کو انتہائی ناداری کے عالَم میں بھی ذلت اور ابتری سے بچانے میں ممد و معاون قرار پاتے ہیں۔

عائلی زندگی کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید

آپ ﷺ نے خانگی فرائض کو بجالانے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔اس بارہ میں آپ ﷺ کے چند ارشاداتِ گرامی درج ذیل ہیں:

"إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً"[1]

اگر آدمی اپنے اہل وعیال پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ: دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ"[2]

افضل دینار جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جس کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ دینار جس کو اللہ کے راستے میں اپنی سواری پر خرچ کرے اور وہ دینار جس کو خدا کی راہ میں اپنے رفقاء پر خرچ کرے۔

"أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ أَوْ مِنْ أَعْظَمِ الصَّدَقَةِ؟ " قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: " ابْنَتُكَ مَرْدُودَةٌ إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرَكَ"[3]

کیا میں تمہیں سب سے عظیم صدقے کی خبر نہ دوں؟ صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول؛ آپ ﷺ نے فرمایا تیری وہ بیٹی جو طلاق کے بعد یا شوہر کی وفات کے بعد واپس آجائے، جس کے لیے تیرے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو جب تو اس پر خرچ کرے گا تو یہ بہت بڑا صدقہ ہو گا۔

"أَعْظَمُهَا أَجْراً الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ"[4]

تیرے اُس نفقہ کا ثواب بہت بڑا ہے جس کو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے۔

عائلی زندگی کے حقوق وآداب

گھریلو زندگی کے فرائض انسان میں ذمہ داری کے احساس کو جِلا بخشتے ہیں۔اس کے حقوق کو ادا کرنا ایک عظیم ذمہ داری سنبھالنے کے برابر ہے۔اہلی زندگی کا بوجھ ہمت کا طالب ہوتا ہے۔بعض اشخاص اس کے تصور سے ہی گھبرا جاتے ہیں۔عائلی زندگی کے دائرہ کار میں زوجین، والدین اور اولاد کو اولیت حاصل ہے جب کہ دیگر رشتوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔حقوق کے بیان کے ضمن میں آپ ﷺ کی تعلیمات اور سیرت طیبہ ﷺ سے بطور استشہاد دلائل کا ذکر کیا گیا تاکہ اہل ایمان نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں اپنے فرائض کو جان سکیں اور خانگی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

حقوقِ والدین

والدین کے حقوق نہایت اہم اور کثیر ہیں۔آپ ﷺ کی تعلیمات سے یہ بات ثابت ہے نماز کے بعد خدمتِ والدین کا درجہ ہے اور اس کے بعد جہاد کا۔[5] والدین کے اولاد پر اس قدر احسانات ہوتے ہیں کہ اولاد ان کی خدمت میں تمام زندگی بھی کھپادے تو حق ادا نہیں ہو سکتا، ان کے احسانات کا کم ترین حق یہ ہے کہ اولاد اپنا جان ومال ان کے لئے وقف کر دے۔جب والدین کا بڑھاپا اپنے جلو میں مختلف امراض اور ناتوانیوں کی قطار لے کر آتا ہے تو ان کے لئے صدقِ دل سے درازئ عمر

کی دعا مانگنے والی اولاد بہت کم ہوتی ہے۔ والدین کے حقوق کا ذیل میں مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اخلاقی اعتبار سے والدین کے حقوق میں درج ذیل تین چیزیں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

i. فرماں برادری

اولاد پر فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کی مطیع اور تابع دار بن کر رہے۔ والدین کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی روا نہیں سوائے ان امور میں جن میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی لازم آتی ہو۔ والدین کا تعلق بقیہ تمام تعلقات اور رشتوں سے مقدم ہے۔ زوجین کا رشتہ کتنا اہم ہے لیکن اگر ایسی نوبت آجائے کہ بیوی کا وجود اپنے اور والدین کے درمیان دیوار بن جائے اور اصلاح کی کوئی تدبیر نہ بنتی ہو تو بعض صورتوں میں بیوی کو طلاق دینے کا حکم ہے جب کہ والدین حق بجانب ہوں:

"وَعَن معَاذ بن جبل رَضِي الله عَنهُ قَالَ أَوْصَانِي رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِعشر كَلِمَات قَالَ لَا تشرك بِاللَّه شَيْئا وَإِن قتلت وَحرقت وَلَا تعقن والديك وَإِن أمراك أَن تخرج من أهلك وَمَالك"[6]

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے دس باتوں کی نصیحت فرمائی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا چاہے تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اگر والدین تجھے کنبہ اور دنیا سے نکل جانے کا حکم دیں تو جب بھی ان کی نافرمانی نہ کرنا۔

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ اس کی سزا مرنے سے پہلے دنیا ہی میں مل جاتی ہے، جیسا کہ اس بارے میں آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"قَالَ كل الذُّنُوب يُؤَخر الله مِنْهَا مَا شَاءَ إِلَى يَوْم الْقِيَامَة إِلَّا عقوق الْوَالِدين فَإِن الله يعجله لصَاحبه فِي الْحَيَاة قبل الْمَمَات"[7]

"فرمایا: تمام گناہوں کے لیے، اللہ تعالیٰ ان میں سے جتنے گناہوں کو چاہے گا قیامت تک کے لیے مؤخر کر دے گا، سوائے والدین کی نافرمانی کے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کرنے والے کے لیے موت سے پہلے (دنیا) کی زندگی میں (عذاب) جلدی کر دے گا۔"

والدین غیر مسلم ہوں تو جب بھی ان کی نافرمانی اور ان سے بدسلوکی روا نہیں، البتہ امور دین میں ان کی متابعت نہ کی جائے، ان کی اِصلاح اور ہدایت کے لئے تبلیغ اور دعا ہوتی رہے یہی ان کی سب سے بڑی خدمت ہے۔

ii. حسن سلوک

قرآنِ حکیم میں اللہ نے توحید کے متصل بعد والدین سے حسن سلوک، محبت اور ادب واحترام کو ذکر کیا ہے اور یہ طرزِ کلام اللہ تعالیٰ نے قرآن میں علاوہ ازیں تین دیگر مقامات پر بھی اختیار فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ-اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا۔ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْراً۔"[8]

"اور تمہارے پروردگار یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو۔ بلکہ ان سے عزت سے بات کرو۔"[9]

قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ کے اپنی والدہ کے گہوارہ میں کلام کا آغاز ان الفاظ سے نقل کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نماز و زکوٰۃ اور والدہ سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔[10] ایک صحابی آپ ﷺ سے دریافت کیا:

"عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: الصَّلاَةُ عَلَى وَقْتِهَاقَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ"[11]

"عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل اللہ کی ہاں محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔ فرمایا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک، فرمایا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔"

والدین میں بھی ماں کا حق والد سے مقدم ہے، جیسا کہ ماں کے حقوق بیان کرتے ہوئے خصوصی طور پر فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ[12]

"حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور دریافت کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ انہوں پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہاری ماں۔ انہوں عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا تمہارا والد ہے۔

iii. احترام ومحبت

والدین سے محبت اور ادب واحترام کمال درجہ کا مطلوب ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے والدین پر محبت اور شفقت کی نگاہ ڈالنے کا ثواب مقبول حج کے برابر ہے۔[13] آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کے والد کی کنیز ام ایمن نے آپ ﷺ کو مادرانہ شفقت سے نوازا، حضور ﷺ جب بھی انہیں دیکھتے تو امی کہہ کر پکارتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری والدہ کے بعد ام ایمن ہی میری والدہ ہیں۔[14] حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے، ایک دفعہ جب آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھادی۔[15]

iv. خدمت

اولاد پر فرض ہے کہ اپنے والدین کی خدمت کرے۔ اپنی کمائی میں سے ان کی ضروریاتِ زندگی احسن طریقے سے اور خوش دلی کے ساتھ پوری کرے۔ بعض حالات میں والدین کی خدمت جہاد سے بھی بالاتر ہے۔

"أقبل رجل إلى نبي الله صلى الله عليه وسلم، فقال: أبايعك على الهجرة والجهاد وأبغي الأجر من الله، قال: فهل من والديك أحد حي؟ ، قال: نعم، كلاهما، قال: فما تبغي الأجر من الله؟ ، قال: نعم، قال: ارجع إلى والديك وأحسن صحبتهما"[16]

"حضور اقدس ﷺ کی دربار میں ایک شخص جہاد کی اجازت لینے کے لئے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا واپس جا اور ان کی خدمت میں جہاد (یعنی پوری کوشش) کر"۔

حقوقِ اولاد

اولاد کی محبت انسان کی فطرت میں ودیعت ہے اس جذبہ میں اس قدر شدت پائی جاتی ہے کہ اس کو اعتدال میں رکھنا انتہائی مشکل کام ہے، یہی وجہ ہے کہ والدین اولاد کے ہاتھوں زندگی بھر کٹھن امتحان میں مبتلا رہتے ہیں۔ ارشاد ہے:

"اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"[17]

"تمہارے اموال اور تمہاری اولاد (تمہارے لئے) بس ایک آزمائش ہیں۔"

اسلام اولاد کی محبت کا اظہار کسی غیر معتدل یا حدود سے تجاوز کرنے کی صورت میں نہیں ہونے دیتا، نہ تو یہ کہتا ہے کہ اولاد تمہاری محبوب ترین متاع ہے لہذا اس کو اللہ کے نام پر ذبح کر دو اور نہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اولاد کی ضروریات و آسائش کے لئے ہر جائز و ناجائز رستہ اختیار کرو بلکہ اسلام میانہ روی اور اعتدال کا درس دیتا ہے۔ اولاد کے بارے میں والدین کے فرائض کے متعلق مندرجہ ذیل اسلامی تعلیمات پائی جاتی ہیں:

i. حق پرورش

اولاد کی پرورش کے ضمن میں قرآنِ حکیم نے یہ قانون دیا ہے کہ بچہ کی رضاعت دو برس تک لازما ہو، ماں کا انتقال ہو جائے یا طلاق و خلع کے ذریعہ زوجین میں علیحدگی ہو جائے تو باپ کے ذمہ ہے کہ وہ بچے کے لئے رضاعت کا انتظام کرے۔ والدین کی طبعی محبت اولاد کی پرورش کے لئے بظاہر کافی محرک نظر آتی ہے، لیکن اسلام اسی محبت پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ اسے ایک دینی فریضہ قرار دے کر اس میں مزید قوت پیدا کرتا ہے تاکہ اولاد کی پرورش میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ حضور اقدس ﷺ کی ذاتی مثال اس باب میں کامل رہنمائی کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ تشریف لاتیں تو آپ ﷺ فرطِ محبت میں کھڑے ہو جاتے۔ اولاد کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: أَتُقَبِّلُونَ صِبْيَانَكُمْ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَقَالُوا: لَكِنَّا وَاللهِ مَا نُقَبِّلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَمْلِكُ أَنْ كَانَ اللهُ قَدْ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ؟"[18]

"حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتی ہیں: کچھ اعرابی حضور نبی کریم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کیا آپ لوگ اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو ان اعرابیوں (خانہ بدوشوں) نے کہا: لیکن ہم تو اللہ کی قسم! (اپنے بچوں کا) بوسہ نہیں لیتے، (یہ سن کر) حضور نبی اکرم (ﷺ) نے فرمایا: مجھے کیا اختیار ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے رحمت اور شفقت نکال دی ہے"

ii. حق تعلیم و تربیت

اولاد کا والدین پر حق ہے کہ وہ ان کی عمدہ اور صالح تربیت کرے۔ والدین کی طرف سے اولاد کے کئے حُسنِ ادب سب سے بڑھ کر بہتر تحفہ کوئی نہیں۔ ہادیٔ برحق حضرت محمد ﷺ نے اپنی اولاد کی جس انداز سے تعلیم و تربیت دی وہ انسانیت کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اسی حسن تربیت کا فیض تھا جس کے نتیجے میں حضرت فاطمۃ الزھراء کو سب عورتوں سے بڑھ کر دانائی نصیب ہوئی۔ حضرت عائشہ کا کہنا ہے کہ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو نبی کریم ﷺ کی نشست و برخاست کے سکون و وقار اور اسلوب میں حضرت فاطمہ کی طرح مشابہت و مماثلت رکھتا ہو۔[19]

iii. حق عدل

اسلام کی نگاہ میں بیٹے اور بیٹی یا چھوٹے بڑے کی کوئی غیر منصفانہ تمیز نہیں۔ والدین کا فرض ہے کہ اولاد کے درمیان مساوات قائم رکھیں۔ یورپ کے جن ممالک میں نوابی کا دور ہے وہاں آج تک یہ قانون ہے کہ بڑے بیٹے کو جائیداد میں زیادہ حصہ ملتا ہے۔ عہد جاہلیت میں بیٹی بہن کو سرے سے وراثت میں کوئی حصہ ہی نہیں ملتا تھا۔ آپ ﷺ نے آکر اس عدم توازن مٹایا اور اولاد کے درمیان عدل کرنے کی تلقین فرمائی۔

1. حقوق زوجین

زوج کے معنی جوڑ کے ہیں۔ یہ لفظ میاں بیوی ہر دو کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع ازواج ہے جبکہ زوجین کے معنی ہیں دو زوج یعنی خاوند اور بیوی۔ میاں بیوی کے درمیان زندگی بھر کا نباہ محبت، شفقت اور جاں نثاری کا طالب ہے۔ اچانک بھڑک کر یا کوئی ناگواری دیکھ کر اس پاکیزہ تعلقات کو منقطع کرنا عقلمندی ہے نہ آئینِ وفاداری۔ زوجین کا ایک دوسرے کی ناگواریوں پر صبر کرنا بڑے اجر کا باعث ہے۔ احترام انسانیت کے نقطہ نظر سے خاوند اور بیوی میں مساوات ہے۔ ان کو ایک

دوسرے پر زیادتی کرنے کا کوئی حق نہیں، البتہ انتظامی امور کے لحاظ سے مساوات ناممکن ہے۔کنبہ کا سربراہ ایک ہی ہو سکتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مردوں کو عورتوں پر نظام قائم کرنے والا سربراہ بنادیا۔

خاوند کے حقوق

خاوند کے حقوق سے مراد وہ ذمہ داریاں جن کا بیوی کے لئے بجالانا ضروری ہیں۔حقوق کے متعلق تمام جزئیات کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم ان میں سے چند اہم کا ذکر کیا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں:

i. اطاعت شعاری

بیوی کے لئے لازم ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت شعار ہو،اس کے ہر جائز حکم کی تعمیل کرے، کبھی اس کی نافرمانی نہ کرے۔اللہ کی معصیت میں خاوند کی اطاعت ہرگز نہ کرے۔ قرآنِ حکیم کی روسے نیک عورت وہ ہے جو اپنے خاوند کی فرماں بردار ہو۔[20] نیز نبی اکرم نے فرمایا:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ"[21]

"جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہو کہ اس کا شوہر اس خوش تھا،وہ جنت میں داخل ہوگی۔"

فرماں برداری و اطاعت شعاری ایسے اوصاف ہیں جو خاوند کی نگاہ میں عورت کی عزت اور مقام کو بڑھاتے ہیں۔

ii. شکر گزاری

بیوی کا فرض ہے کہ وہ قناعت اور سادگی اختیار کرے،بے جا فرمائشوں سے خاوند کو تنگ نہ کرے۔شادی بیاہ اور دیگر مواقع پر بے جا اور بے حد اخراجات کا مطالبہ کرنے کے بجائے صبر و شکر سے کام لے۔خاوند کے مالی حالات جیسے بھی ہوں وہ قناعت اور شکر گزاری کی کیفیت کے ساتھ سرشار رہے۔

iii. احترام و محبت

رشتہ زوجیت باہمی احترام و محبت کا تقاضا کرتا ہے۔ازدواجی زندگی کے خوشگوار، حسین اور پر کیف ہونے کے لئے ضروری ہے میاں بیوی ایک دوسرے کا دل سے احترام اور محبت کرتے ہوں۔

iv. حفظِ غیب

بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے کہ وہ اس کے مال، گھربار، گھر کے اثاثوں کے ساتھ ساتھ عزت و ناموس کی حفاظت بھی کرے۔ قرآن کریم نے نیک بیوی کی صفات میں اس کا بطورِ خاص ذکر فرمایا ہے۔

v. پرورش و تربیتِ اولاد

ماں کی گود انسان کی اولین تربیت گاہ ہے۔بیوی کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اولاد کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرے اور محنت و مشقت سے پرورش کرے۔اخلاقی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

بیوی کے حقوق

جیسے خاوند کے حقوق ہیں اسی طرح بیوی کے بھی کچھ حقوق ہیں،یعنی اس سے مراد وہ ذمہ داریاں جو خاوند کے لئے بجالانا ضروری ہیں۔اس سلسلے میں چند اہم یہ ہیں:

i. حسن معاشرت

سالارِ انبیاء ﷺ کو صنف نازک کے حقوق کا اس قدر خیال تھا کہ آپ ﷺ میں فرمایا:

"عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَأَلْطَفُهُمْ بِأَهْلِهِ"[22]

"سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان والوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اپنی بیوی بچوں سے سب سے زیادہ نرمی کرنے والا ہو۔"

ایک اور حدیث میں مزید وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو ارشاد فرمایا:

من كان يؤمن بالله، واليوم الآخر، فإذا شهد امرا فليتكلم بخير او ليسكت، واستوصوا بالنساء، فإن المراة خلقت من ضلع، وإن اعوج شيء في الضلع، اعلاه إن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل اعوج، استوصوا بالنساء خيرا۔"[23]

"جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے جب)اپنی بیوی میں (کوئی)پسند نہ آنے والا (معاملہ) دیکھے تو اچھی طرح سے بات کہے یا خاموش رہے۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھ اس کے اوپر والے حصے میں ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی، عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کی نصیحت قبول کرو"

ii. حق مہر

مہر حقوقِ زوجیت کا بدل ہے، اس کی ادائیگی خاوند پر فرض ہے، ٹال مٹول کرنا نہایت قبیح امر ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ"[24]

"تو ان کے مہر بطور فرض ادا کرو، البتہ مہر کی قرارداد ہو جانے کے بعد آپس کی رضامندی سے تمہارے درمیان اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں"

iii. حق نفقہ

شوہر کے فرائض میں شامل ہے وہ بیوی کو اپنی استطاعت کے مطابق رہائش، خوراک اور پوشاک کا بندوبست کرے۔ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے بیوی کے حق کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"قَالَ:أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ"[25]

"جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا، خود لباس لے تو اسے بھی لباس دے، اس کے چہرے پر نہ مار، اس کی خرابی نہ مانگ اور نہ حدودِ خانہ کے سوا اس سے علیحدگی اختیار کر"۔

iv. حق خلع

جس طرح خاوند کو حق ہے کہ اگر بیوی کے ساتھ اس کا نباہ نہ ہو سکے تو وہ اس طلاق کا راستہ اختیار کر سکتا ہے اس طرح بیوی کو حق حاصل ہے کہ خاوند کے ساتھ نباہ نہ ہو سکے تو وہ خوش اسلوبی سے خاوند سے علیحدگی حاصل کر لے جس کو اصطلاحِ شرح میں خلع کہتے ہیں۔

خلاصہ بحث

معاشرتی اور انسانی زندگی کا کوئی پہلو اع شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں آپ ﷺ نے تعلیمات نہ چھوڑی ہوں۔ آپ ﷺ ایک بھرپور ازدواجی اور گھریلو زندگی گزار کر امت کے لئے ایک کامل اسوہ چھوڑ گئے۔ عائلی زندگی کے فرائض انسان میں ذمہ داری کا احساس اجاگر کرتے ہیں۔اس سلسلے میں آپ ﷺ کی تعلیمات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1. معاشرے کی بنیادی اکائی گھریلو زندگی میں باہم ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی پر ہے۔
2. آپ ﷺ کی تعلیمات سے یہ بات ثابت ہے نماز کے بعد خدمتِ والدین کا درجہ ہے۔
3. آپ ﷺ نے خانگی فرائض کو نبھانے والے اور اپنے اہل وعیال پر ثواب کی امید رکھتے ہوئے خرچ کرنے والے مال کو صدقہ سے تعبیر فرمایا۔
4. اولاد پر محبت اور سختی کے معاملہ میں اسلام میانہ روی اور اعتدال کا درس دیتا ہے۔
5. اولاد کی اول تربیت گاہ، بقائے ملت، اخلاقی طہارت، کردار کا تحفظ وتربیت، جیسے تمام مقاصد کا حصول اسی عائلی زندگی کا کرشمہ ہیں۔
6. شوہر کی وفات کے بعد گھر واپس آجانے والی بیٹی پر خرچ کرنے کو سب سے عظیم صدقہ قرار دیا۔

عائلی زندگی کے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات میں بیویوں کے مہر، حسنِ معاشرت، حق خلع، اولاد کی تعلیم وتربیت اور شادی ونکاح جیسے حقوق وآداب شامل ہیں آپ ﷺ نے خانگی زندگی کے ارکان میں سے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ حقوق متعین کیے اور سب کی ادائیگی کی تلقین فرمائی ہے۔اور اس سلسلے میں جو تعلیمات اور اسوہ حسنہ چھوڑا ہے اس کی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

حوالہ جات وحواشی:

[1] أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائی، السنن الصغرى للنسائي ،ص:ج:۵،ص:۶۹،رقم:۲۵۴۵

Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb ibn ʿAlī al-Khurāsānī, al-Nasāʾī, al-Sunan al-Ṣughrā li-l-Nasāʾī, vol. 5, p. 69, no. 2545.

[2] أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووی، رياض الصالحين، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان،ط:۱۴۱۹،ص:۱۲۳،رقم:۲۸۹

Abū Zakariyyā Muḥyī al-Dīn Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, Riyāḍ al-Ṣāliḥīn, Muʾassasat al-Risālah, Beirut, Lebanon, 1419 AH, p. 123, no. 289.

[3] أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۱ء،ج:۲۹،ص:۱۲۵،رقم:۱۷۵۸۵

Abū ʿAbd Allāh Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal ibn Hilāl ibn Asad al-Shaybānī, Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal, Muʾassasat al-Risālah, 1421 AH, vol. 29, p. 125, no. 17585.

[4] رياض الصالحين،ص:۲۹۰

Riyāḍ al-Ṣāliḥīn, p. 290.

[5] رياض الصالحين ،ص:۱۲۹

Riyāḍ al-Ṣāliḥīn, p. 129.

[6] عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، أبو محمد، زكي الدين المنذري، الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، دار الكتب العلمية – بيروت، ج:۳،ص:۲۲۵،رقم:۳۷۸۵

ʿAbd al-ʿAẓīm ibn ʿAbd al-Qawī ibn ʿAbd Allāh, Abū Muḥammad Zakī al-Dīn al-Mundhirī, al-Targhīb wa-l-Tarhīb min al-Ḥadīth al-Sharīf, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, vol. 3, p. 225, no. 3785.

[7] الترغيب والترهيب ج:۳،ص:۲۲۵،رقم:۳۷۸۷

al-Targhīb wa-l-Tarhīb, vol. 3, p. 225, no. 3787.

[8] سوره بنی اسرائیل،۲۳:۱۷

Sūrat Banī Isrāʾīl, 17:23.

9 عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ط:۲۰۱۱ء، ج:۲، ص:۲۴
ʿUthmānī, Muḥammad Taqī, Muftī, Āsān Tarjumah Qurʾān, Maktabah Maʿārif al-Qurʾān, Karachi, 2011, vol. 2, p. 24.

10 سورہ مریم، ۳۲:۱۹
Sūrat Maryam, 19:32.

11 بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ وسننه وایامه (صحیح بخاری) دار طوق النجاة، ج:۸، ص:۲، رقم:۵۹۷۰
Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl Abū ʿAbd Allāh, al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa-Sunanihi wa-Ayyāmihi (Ṣaḥīḥ al-Bukhārī), Dār Ṭawq al-Najāt, vol. 8, p. 2, no. 5970.

12 ایضاً، ج:۸، ص:۲، رقم:۵۹۷۱
Ibid, vol. 8, p. 2, no. 5971.

13 أحمدبن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي، شعب الإيمان، ط:۱۴۲۳ھ، ج:۱۰، ص:۲۶۵، رقم:۷۴۷۲
Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Khurāsānī, Abū Bakr al-Bayhaqī, Shuʿab al-Īmān, 1423 AH, vol. 10, p. 265, no. 7472.

14 أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي، دلائل النبوة، دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، ج:۱، ص:۱۴۹
Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Khurāsānī, Abū Bakr al-Bayhaqī, Dalāʾil al-Nubuwwah, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Dār al-Rayyān li-l-Turāth, vol. 1, p. 149.

15 سجستانی ، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو، سنن ابی داؤد، المکتبة العصریة صیدا ، بیروت، ج:۷، ص:۴۵۷ رقم:۵۱۴۴
Sijistānī, Abū Dāʾūd Sulaymān ibn al-Ashʿath ibn Isḥāq ibn Bishr ibn Shadād ibn ʿAmr, Sunan Abī Dāwūd, al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, Ṣaydā, Beirut, vol. 7, p. 457, no. 5144.

16 سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية – القاهرة، ط:۱۴۱۵ھ، ج:۱۳، ص:۶۲، رقم:۱۵۳
Sulaymān ibn Aḥmad ibn Ayyūb ibn Muṭīr al-Lakhmī al-Shāmī, Abū al-Qāsim al-Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Kabīr, Maktabat Ibn Taymiyyah, Cairo, 1415 AH, vol. 13, p. 62, no. 153.

17 سورة التغابن، ۱۵:۶۴
Sūrat al-Taghābun, 64:15.

18 ابن ماجه، ابو عبدالله محمدبن يزيد ابن ماجه، السنن ابن ماجه ، دار إحياء الكتب العربيه، ج:۲، ص:۱۲۰۹، رقم:۳۶۶
Ibn Mājah, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah, al-Sunan Ibn Mājah, Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, vol. 2, p. 1209, no. 366.

19 أبوبكربن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد– الرياض، ط:۱۴۰۲ھ، ج:۳، ص:۵۵۷، رقم:۱۷۱۲۳؛ محمدبن عيسى بن سَوْرة بن موسى، سنن الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، ط:۱۳۸۵، ج:۵، ص:۷۰۰، رقم:۳۸۷۲
Abū Bakr ibn Abī Shaybah, al-Kitāb al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa-l-Āthār, Maktabat al-Rushd, Riyadh, 1402 AH, vol. 3, p. 557, no. 17123; Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah ibn Mūsā, Sunan al-Tirmidhī, Sharikat Maktabat wa-Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, Egypt, 1385 AH, vol. 5, p. 700, no. 3872.

20 سورة النساء، ۳۴:۴
Sūrat al-Nisāʾ, 4:34.

21 أبوبكربن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشيد– الرياض، ط:۱۴۰۲ھ، ج:۳، ص:۵۵۷، رقم:۱۷۱۲۳
Abū Bakr ibn Abī Shaybah, al-Kitāb al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa-l-Āthār, Maktabat al-Rashīd, Riyadh, 1402 AH, vol. 3, p. 557, no. 17123.

22 سنن الترمذي ، ج:۵، ص:۹، رقم:۲۶۱۲
Sunan al-Tirmidhī, vol. 5, p. 9, no. 2612.

23 قشیری ، مسلم بن حجاج ابو الحسن نیشاپوری، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ (صحیح مسلم) ، بیروت، داراحیاء التراث العربی ، ج:۲، ص:۱۰۹۱، رقم: ۱۴۶۸
Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj Abū al-Ḥasan al-Naysābūrī, al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar bi-Naql al-ʿAdl ʿan al-ʿAdl ilā Rasūl Allāh ﷺ (Ṣaḥīḥ Muslim), Beirut, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, vol. 2, p. 1091, no. 1468.

24 سورة النساء، ۲۴:۴
Sūrat al-Nisāʾ, 4:24.

25 سنن أبي داود ، ج:۲، ص:۲۴۴، رقم:۲۱۴۲
Sunan Abī Dāwūd, vol. 2, p. 244, no. 2142.